مولانا عبدالصمد ساجد
متخصص جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

اکابر دیوبند کے فیض یافتہ

گزشتہ دنوں ۱۶ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ بمطابق ۳۰ اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز جمعہ جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے شیخ الحدیث، عظیم مفسر، جلیل القدر محدث، بے مثال داعی وخطیب، مایہ ناز مدرس، ماہر ادیب، المجاہد الکبیر، یادگار اسلاف حضرت مولانا الدکتور شیر علی شاہ المدنی نوراللہ ضریحه وبرد مضجعه دارالفناء سے دارالبقاء کوچ کر گئے۔ انا للہ و انا الیه راجعون، ان لله ماأخذ وله ما أعطیٰ وکل شیء عنده بأجل مسمیٰ

انہی قد آور و دیدہ ور افراد میں ایک شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ قدس سرہ ہیں۔ آہ! آج وہ رخصت ہو گئے۔ اب تک ان کے بچھڑنے کا یقین نہیں ہو رہا۔ لیکن قضاء وقدر سے کس کو مفر ہے؟

ولو کانت الدنیا تدوم لواحد   لکان رسول الله فیها مخلدا

حضرت ڈاکٹر صاحب علیہ الرحمۃ ۱۱ شعبان ۱۳۴۹ھ، ۱۹۳۰ء اکوڑہ خٹک میں پیدا ہوئے، بچپن سے ہی دینی ماحول نصیب ہوا، فقہ اور فارسی نظم کی ابتدائی کتب اپنے والد ماجد مولانا سید قدرت اللہ شاہ رحمہ اللہ سے پڑھیں۔

شاہ جی کی رفاقت وخدمت

آپ کے والد گرامی نہ صرف ایک جید عالم دین بلکہ قافلہء امیر شریعت مجلس احرار اسلام کے متحرک و فعال رکن بھی تھے۔ اسی کی بدولت حضرت ڈاکٹر صاحب کو بھی امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہ سے کسب فیض اور خدمت و رفاقت کا خوب موقع ملا۔

اپنے اس تعلق اور نسبت کو حضرت بڑی لے اور ذوق وشوق سے بیان فرمایا کرتے تھے۔ حضرت شاہ جی رحمہ اللہ کے ساتھ بیتے ان یادگار لمحات کو قلم بند بھی فرمایا، بطور تلذذ اس میں سے صرف دو واقعات اہل عقیدت کی نذر کئے جاتے ہیں۔

علم جب غلام ہو جائے

حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: ”جب حضرت شاہ جی کی تشریف آوری کی بشارتیں نشر ہوئیں، تو سرحد کے دور دراز علاقوں سے شیدایان اسلام پروانوں کی طرح اجتماع کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت شاہ

جی جب سٹیج پر رونق افروز ہوئے ،تو اس وقت سرحد کے ایک نادرۂ روزگار خطیب ، پروفیسر مولانا محمد ادریس صاحب تصوف اور سلوک کے موضوع پر پوری فصاحت ، بلاغت اور سلاست کے ساتھ تقریر فرما رہے تھے، جو اپنے دور کے عظیم محقق اور مسلم الثبوت سکالر تھے ۔حضرت شاہ جی ان کی تقریر کو پورے غور وخوض سے سن رہے تھے، انکی تقریر کے بعد حضرت شاہ صاحب کی تقریر کا اعلان کیا گیا، حضرت شاہ صاحب پر ایک وجدانی کیفیت طاری تھی ۔حد درجہ بشاشت و انشراح صدر کے ساتھ خطبہ شروع فرمایا۔خطبہ میں پورے دس منٹ صرف ہوئے ، سب لوگ رو رہے تھے۔میرے کانوں نے آج تک کسی بڑے سے بڑے خطیب کا ایسا دل کش، جاذب قلب و جگر خطبہ نہیں سنا ہے۔خطبہ کے بعد حضرت شاہ صاحب نے حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کی تعریف فرمائی ،فرمایا: ادریس صاحب کی سلاست زبان ،فصیحانہ بلیغانہ انداز بیان نے مجھے پشتو زبان پر عاشق کر دیا ہے،تصوف کے موضوع پر ان کی محققانہ تقریر کو میں سو فیصد سمجھ چکا ہوں ۔

میں نے ساتھیوں سے پوچھا: مولانا ادریس صاحب کا مشغلہ کیا ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ وہ ایک کالج میں پروفیسر ہیں ، میں نے پوچھا تنخواہ کتنی ہے؟ بتایا گیا تین سو روپیہ ماہانہ تنخواہ ہے۔مجھے حد درجہ صدمہ ہوا ایسے محقق عالم دین اور کالج میں ملازمت؟ علم جب غلام ہو جائے تو علوم اسلامیہ کی آزادانہ خدمت کیسے ہو گی؟ مولانا ادریس صاحب! آپ کسی دار العلوم اور دینی مدرسہ میں اپنے محققانہ علوم و معارف سے تشنگانِ علم کو سیراب فرمایا کریں یہ تین سو روپیہ میں آپ کو کہیں سے بھی مہیا کر کے ادا کرتا رہوں گا۔'' (گنجینہ علم وعرفان ،ص۸۳، ۸۴،شایع کردہ القاسم اکیڈمی نوشہرہ)

دشمن کے خلاف تیاری

دوسرا واقعہ یہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ راقم ہیں: ''دوسرے دن عصر کی نماز کے بعد حضرت امیر شریعت دریائے کابل کے کنارے تشریف لے گئے جو اکوڑہ خٹک کے شمال میں واقع ہے، کافی علماء اور مجلس احرار کے رضا کاروں کا ہجوم تھا،حضرت شاہ جی کے سینہ پر پستول کی کاٹھی دیکھ کر ایک عالم نے حضرت شاہ جی سے استفسار کیا ''حضرت! آپ اس دفعہ پستول لے آئے ہیں؟ فرمایا: وأعدوالهم ما استطعتم من قوة و من رباط الخيل ترهبون به عدوالله و عدو كم وآخرين من دونهم لاتعلمونهم الله يعلمهم (الأنفال،٦٠)

اللہ تعالی کا فرمان ہے اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ان دشمنان اسلام کے دھمکانے اور ڈرانے کے لئے ہر قسم کا اسلحہ اور قوت مہیا کریں، نبی کریمؐ نے قوت کی تفسیر میں فرمایا ألا ان القوة الرمی الرمی کا کلمہ اتنا جامع و مانع ہے کہ اس میں اسلحہ کی تمام اقسام داخل ہیں، تیر اندازی سے لیکر پستول ، بندوق ، ٹینک ،جنگی جہاز کی بمباری اور جدید سے جدید جنگی آلات اس میں شامل ہیں ترہبون ارہاب سے ہے ارہاب کا معنی ڈرانا، پدکانا، چرکانا، برکانا ہے۔'' (گنجینہ علم وعرفان،ص،۸۵،۸۶)

کئی زبانوں پر دسترس

عربی وفارسی انکے گھر کی لونڈی، انگریزی و اردو جیب کی گھڑی اور پشتو بائیں ہاتھ کی چھنگلی کا کھیل تھا۔ جب احسن العلوم کراچی میں مدرس تھے، امام اہل السنۃ مولانا سرفراز خان صفدر نوراللہ مرقدہ کی آمد ہوئی، جاندار شاندار مدحیہ عربی قصیدۃ الترحیب پیش کیا، مشت نمونہ از خروارے چند شعر پیش خدمت ہیں۔ پڑھیئے، سر دھنیے اور اعلیٰ ذوق کو داد دیجئے......

تتلاطم الأفراح فی الأرواح
ونری السرور علا علی الأشباح
وجلت مخائل نهضة علمية بقدوم محی السنة الوضاح
زين المعارف والعوارف والتقى نعمان عصر جهبذ جحجاح
شمس المدارس والمجالس والهدیٰ وامام اهل السنة المداح
كشف الستار عن الغوامض فی العلوم ولمعضلات الفقه كالمفتاح
ملأ المكاتب بالتآليف التی نالت قبول الناس فی الاصلاح
كلحت وجوه بنی القبور بنورها رفعت لواء القاسم الفتاح
يا رب أدم ابطال ديوبند لنا واحفظهم فی عيشهم رحراح

اسم بامسمّٰی تھے

حضرت رحمہ اللہ کی زندگی کا ایک روشن اور درخشاں باب ان کے جہاد وقتال، جرأت وبسالت اور شجاعت وبہادری کا ہے۔ نام شیر علی تھا اور کام بھی شیروں، دلیروں اور عالی ہمت اہل عزیمت والے.... گویا اسم بامسمّٰی تھے

آئین جواں مردی حق گوئی و بے باکی اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالی انہیں دیکھ کر فرمایا کرتے تھے "تو بہت خطرناک آدمی ہے" چنانچہ وہ دنیائے کفر کے لئے خطرہ ثابت ہوئے۔ ع قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

خود میدان عمل میں اترے، فریضۂ جہاد ادا کیا، تقاریر وخطبات اور علمی وتحقیقی اور ادبی تحریری شہ پاروں کے ذریعے تحریض علی القتال اور ترغیب جہاد کا فریضہ بھی بلا خوف لومۃ لائم ادا کیا۔ طالبان دور حکومت میں افغانستان کے صوبہ طالقان میں طالبان کو تفسیر پڑھاتے رہے اور ان کے دلوں میں جوش جہاد اور جذبہ عمل پیوست و جاگزین کرتے رہے، یوں آج انہیں استاذ المجاہدین کہا جائے تو چنداں مبالغہ نہ ہوگا۔

ع حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا